

الصلوة والسلام عليك يا بليدي  
يا رسول الله

# اختيارات مصطفى

صلى الله عليه وسلم

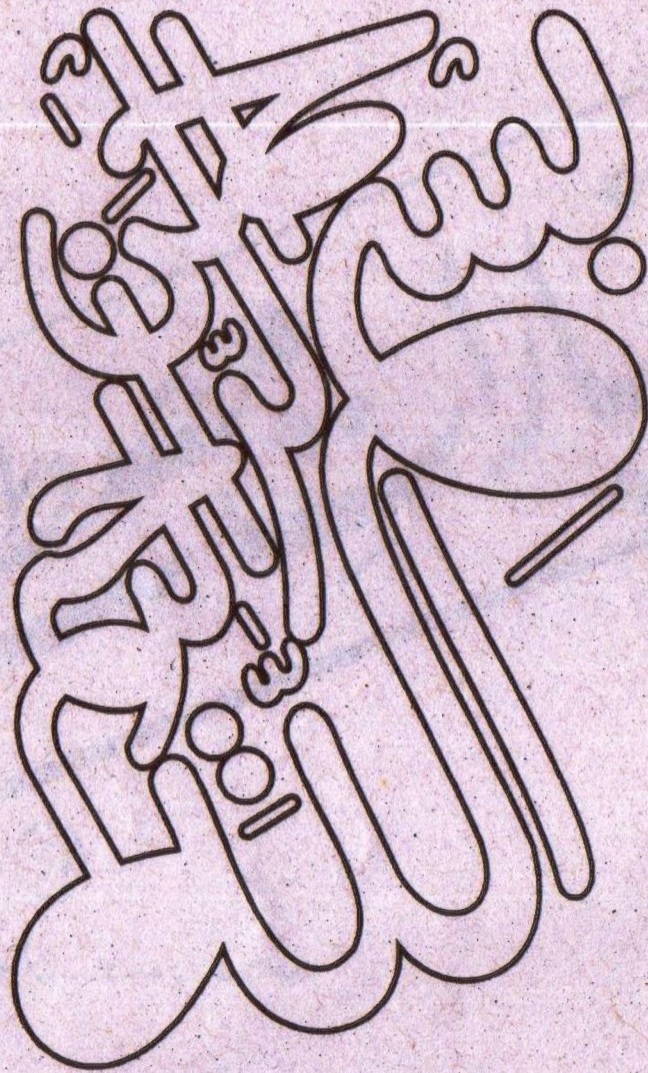
از

محمد سعيد احمد اسعد

ناشر مکتبه سعیدیه رضویہ

محمد اکرم سعید  
جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد  
041-2658646, 0300-7673260







صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

# اختيار ابي مصطفى

صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

از

محمد سعيد احمد اسعد

مکتبه سعیدیه رضویہ

ناشر

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

محمد اکرم سعید

041-2658646, 0300-7673260



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

مصنف \_\_\_\_\_ محمد سعید احمد اسعد

تعداد \_\_\_\_\_

ناشر \_\_\_\_\_ مرکزی دفتر سنی اتحاد

کمپوزنگ \_\_\_\_\_ السعید کمپیوٹر زائین پور بازار

ملنے کا پتہ

شیخ کالونی فیصل آباد  
فون: 041-658646

جامعہ امینیہ رضویہ



## حرفِ اوّل

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
أَجْمَعِينَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

ناظرینِ کرام! ایک گروہ آجکل توحید کے نام پر یہ کہہ اور لکھ رہا ہے  
کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا اولیاء اللہ، ان میں سے کوئی بھی نہ تو  
کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ یہ حضرات تو کھجور کی گٹھلی پر موجود  
سفید چھلکے (قطمیر) کے بھی مالک نہیں۔

پاک و ہند میں وہا بیت کے معمارِ اوّل ”اسماعیل دہلوی“ نے ڈنکے کی چوٹ لکھا۔  
”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“ (تقویۃ الایمان ص ۵۵ مطبوعہ میر محمد کراچی)  
”جس کا نام محمد، یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“

(تقویۃ الایمان ص ۴۳ مطبوعہ میر محمد کراچی)

پھر اسی پر بس نہیں کی جاتی بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کا ملین  
رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے خُدا داد قوّت و اختیار ماننے والوں کو  
مشرک اور جہنمی تک قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔



لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ خُداوندِ قدّوس کی عطا اور اسکے اذن کے بغیر نہ تو کوئی نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی بھی کسی چیز کا مختار نہیں۔ تو یہ بات سو فیصد حق اور درست ہوتی۔ لیکن محبوبانِ خدا کے خُدا داد اختیارات کی سرے سے ہی نفی کر دینا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔

عوام تک قرآن و سنت کے عین مطابق ”صحیح عقیدہ“ پہنچانے کی غرض سے یہ چند سطور تحریر کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ سلیم الطبع حضرات شکوک و شبہات کی فضا سے نکل کر راہِ حق قبول فرمائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔



## مُختارِ کُل کا صحیح مفہوم

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا اور بخشش کے بغیر کوئی مخلوق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت نہ تو ایک ذرہ کے بھی مالک ہیں اور نہ ہی کسی چیز کے مختار۔ جس مخلوق کے پاس جو بھی قوت و اختیار ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ ہے ساری مخلوق سے زیادہ شان، مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اعظم، نائب اکبر بنایا ہے اسی لیے بعض حضرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”مُختارِ کُل“ بھی کہتے ہیں۔

لیکن ”مُختارِ کُل“ کا یہ مفہوم ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوہیت سمیت ہر طرح کا اختیار حاصل ہے (معاذ اللہ) بلکہ صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے، خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے اپنے دائرہ کار کے اندر اندر تمام اختیارات حاصل ہیں۔



اس کی ایک واضح مثال موجودہ دور ۱۹۹۷ء سے قبل ۱۹۹۵ء میں ہمارے وطن عزیز پاکستان کے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ عارف نکئی تھے۔ پیپلز پارٹی نے اس وزیر اعلیٰ سے متعدد اختیارات چھین لیے اس لیے یہ ”مختارِ کل“ وزیر اعلیٰ نہیں تھا۔ ہاں اگر کوئی ایسا وزیر اعلیٰ آجائے جس کو اپنے دائرہ میں مکمل اختیارات حاصل ہوں تو بلاشبہ اسے ”مختارِ کل“ وزیر اعلیٰ ہی کہا جائے گا۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہوگا کہ اس وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم کے بھی جملہ اختیارات حاصل ہیں یا صدر اور کمانڈر انچیف کے بھی۔ بس اپنے دائرہ کار کے اندر وہ ”مختارِ کل“ ہے۔ کسی اپنے سے بالا ہستی کے اختیارات اسے حاصل نہیں۔ اسی طرح سمجھ لیجیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختارِ کل ہیں تو اپنے دائرہ کار کے اندر اپنے سے بالا ہستی یعنی اللہ عز وجل کے اختیارات ہر گز ہر گز حاصل نہیں ہیں۔



نبی اکرم ﷺ خدا کے نائب ہیں

۱۔ ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ -

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

(پ ۵ النساء ۸۰)

اللہ تعالیٰ خالق ہے معبود ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کی مخلوق ہیں، اس کے عبد ہیں دونوں ذات کے اعتبار سے الگ

ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے رہا ہے۔

۲۔ ایک مقام پر یوں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

(پ ۲۶۔ الفتح ۱۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



کے دستِ اقدس پر بیعت کی تھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان وہ کونسا تعلق ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ محبوب علیہ السلام سے کی گئی بیعت کو اپنی بیعت قرار دے رہا ہے۔

۳۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ج

اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ تو نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

(پ۔ ۹ انفال ۱۷)

اسی کی تفسیر میں دیوبندی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضور ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں لشکرِ

کفار کی طرف پھینکیں اور تین مرتبہ شاہت الوجوہ فرمایا، خدا کی قدرت

سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے وہ سب آنکھیں ملنے

لگے، ادھر سے مسلمانوں نے فوراً ادھاوا بول دیا، آخر بہت سے کافر



کھیت رہے اسی کو فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں لیکن کسی بشر کا یہ فعل عَادَةً ایسا نہیں ہو سکتا کہ مٹھی بھر کنکریاں ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ کر ایک مسلح لشکر کی ہزیمت کا سبب بن جائیں، یہ صرف خدائی ہاتھ تھا جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲۳۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۳۷ مطبوعہ مدینہ منورہ)

یہاں بھی سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اسکے پیارے محبوب علیہ السلام کے درمیان وہ کونسا تعلق ہے جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے پھینکنے کو اللہ اپنا پھینکنا قرار دے رہا ہے۔

۴۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ  
ذُنُوبَكُمْ

آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ (پ ۳ آل عمران ۳۱)



یہاں بھی مقام غور ہے کہ بندہ اتباع تو نبی اکرم ﷺ کی کر رہا ہے لیکن اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہ بھی بخش رہا ہے اور اس کو اپنا محبوب بھی بنا رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟  
اس وجہ کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثال پر غور فرمائیے:

آجکل زمینوں، مکانات، دکانوں وغیرہ کے عام سودے ہوتے ہیں، بیچنے والا کبھی تو براہ راست خریدار کے ہاتھ سودا بیچتا ہے اور کبھی کسی معتمد شخص کو مختار نامہ لکھ کر دے دیتا ہے اسے اپنا ”مختار عام“ مقرر کر دیتا ہے۔

پھر مختار عام کا بیچنا مالک کی اس ملکیت میں تصرف کرنا مالک ہی کا بیچنا اور تصرف کرنا قرار پاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت بنائی۔ پوری شریعت حضور نبی اکرم ﷺ کے کنٹرول میں کر کے ”مختار نامہ“ اپنے محبوب علیہ السلام کے نام لکھ کر ان کو اپنا ”مختار عام“ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ کا بولنا اللہ کا بولنا، ان کی بیعت اللہ کی بیعت اور ان کی



اطاعت اللہ کی اطاعت قرار پاتی ہے۔ اسی لیے تو آپ ﷺ کی اتباع گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور خداوند قدّوس کا محبوب بن جانے کا سبب ہے۔

نجدی شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَقَامَهُ اللَّهُ (عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) مُقَامَ نَفْسِهِ فِي أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ وَإِخْبَارِهِ وَبَيَانِهِ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے امر، نہی، خبر دینے اور بیان میں اپنا ہی نائب بنایا ہے۔

(الصارم السلول ص ۴۱)

پاک و ہند میں وہا بیت کے معمارِ اوّل شاہ اسماعیل دہلوی بھی لکھتے ہیں:

”ہمچنین اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذونِ مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند۔ ایں کبارِ اولی الایدی والا بصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوئی خود نسبت نمایند مثلاً ایشانرا میرسد کہ گویند از عرش تا فرش سلطنت ماست و معنی ایں کلام آنست کہ از عرش



تا فرش سلطنت مولائی ماست۔“

(صراط مستقیم فارسی ص ۱۰۱ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ)

”اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اس کلام کا یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہے۔“

(صراط مستقیم اردو ص ۱۳۹ مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام لاہور)

خداوند قدوس کے نائب کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریحی اختیارات بھی حاصل ہیں اور تکوینی بھی۔ پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریحی اختیارات بیان کریں گے پھر تکوینی۔





## باب اول

قبل اس کے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خُدا داد تشریحی اختیارات پر قرآن و سنت کی واضح نصوص پیش کریں مناسب سمجھتے ہیں کہ سلف صالحین اور مخالفین کے بزرگوں کی آراء بھی آپ کے سامنے پیش کر دیں تاکہ واضح ہو جائے کہ ہم اس مسئلہ میں متفرّد نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آنحضرت را میرسد کہ تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص و احکام مفوض بود بوی بر قول صحیح۔

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار ہے کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں۔ اور احکام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد تھے۔ صحیح بات یہی ہے۔“

(اشعۃ اللمعات ص ۶۰۹ جلد ۱)

۲۔ یہی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مذہب مختار، کہ می گویند کام مفوض ست بآنحضرت ہرچہ خواہد کند و



بہر کہ خواہد نکند و ہر کرا خواہد تخصیص نماید۔

”مذہب مختار (یہی ہے) کہ احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں، جس کے لیے چاہیں نہ کریں اور جس کے لیے چاہیں تخصیص فرمادیں“  
(اشعۃ اللمعات ص ۱۲۳-۱۲۴ جلد ۲)

۳۔ پھر فرماتے ہیں:

”مذہب صحیح و مختار آنست کہ احکام مفوض ست بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ وہ چہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکی حرام کند و بردگیری مباح گرداند و ایں را امثلہ بسیار ست کما لا یخفی علی المتبحر۔ حق جل و علی پیدا کردہ و شریعتی نہادہ و ہمہ بر رسول خود و حبیب خود سپردہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔“

صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہیں، جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں۔ ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں اور وہی کام دوسرے کے لیے جائز قرار دیں۔ اور اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے کہ تتبع کرنے والے پر مخفی نہیں ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر شریعت بنا کر ساری کی ساری اپنے رسول،



اپنے پیارے حبیب صلی علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دی ہے۔

(مدارج النبوة ص ۱۸۳ جلد ۲)

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَائِدِ غَيْرُ مَا تَقَدَّمَ أَنَّ الْمَرْجَعَ فِي  
الْأَحْكَامِ إِنَّمَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّهُ قَدْ  
يَخْصُ بَعْضَ أُمَّتِهِ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهُ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ عُدْرَةٍ۔

”گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث میں سے ایک اور فائدہ یہ بھی معلوم  
ہوا کہ احکام میں جس ذات کی طرف رجوع کیا جائے گا وہ حضور ﷺ

ہی کی ذات ہے۔ اور آپ ﷺ اپنے کسی امتی کو کسی حکم کے ساتھ  
خاص فرماتے ہیں اور اسی بات سے دوسرے کو منع فرما دیتے ہیں،

خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو۔“ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۶ جلد ۱۰)

۵۔ امام نووی فرماتے ہیں:

وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخْصَّ مِنَ الْعُمومِ مَا شَاءَ

”شارع کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ عام حکموں میں سے جو



چیز چاہیں خاص فرمائیں۔“

۶۔ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وَكَانَ لَهُ أَنْ يَخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْأَحْكَامِ

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جس

کے لیے جو حکم بھی چاہیں خاص فرمادیں۔“ (کشف الغمہ ص ۵۰ جلد ۲)

۷۔ امام ملا علی قاری فرماتے ہیں:

وَمِنْ ثَمَّ عِدَائِنَا مِنْ خَصَائِصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ

بِمَا شَاءَ۔

اسی وجہ سے ہمارے آئمہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ خاصہ شمار کیا ہے

کہ آپ ﷺ جسے چاہیں جو چاہیں خاص فرمادیں۔

۸ امام قسطلانی فرماتے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۳ جلد ۲)

أَنَّهُ كَانَ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْأَحْكَامِ

نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ جسے چاہیں جو چاہیں خاص



فرمادیں۔ (المواہب اللدنیہ ص ۶۸۹ جلد ۲ زرقانی علی المواہب ص ۳۲۲ جلد ۵)

۹۔ غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھی لکھتے ہیں:

مذہب بعضی آنست کہ احکام مفوض بود بوسیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و برہر کہ  
خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند با جہتہاد گفت و اوّل اصح و اظہر است۔  
بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد تھے جس کو چاہتے  
جو چاہتے حلال اور حرام فرمادیتے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے اجتہاد سے فرماتے تھے۔ پہلا مذہب زیادہ  
صحیح اور زیادہ ظاہر ہے۔“ (مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۱۳ جلد ۲)

۱۰۔ دیوبندی عالم مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

فَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ اسْقَطَ عَنْهُ ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ فَكَانَ مِنْ خَصَائِصِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَخْصُ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنْ  
الْأَحْكَامِ وَيُسْقِطُ عَمَّنْ شَاءَ مَا شَاءَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ۔

”اس حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین نمازیں  
ساقط فرمادی تھیں۔



پس نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ جسے چاہیں جو چاہیں کسی حکم کے ساتھ خاص فرمادیں۔ اور جس سے چاہیں کوئی بھی واجب ساقط فرمادیں۔“

(بذل المحمود فی حل ابی داؤد ص ۲۳۸ جلد ۱)

۱۱۔ وہابیہ کے ایک بڑے عالم محمد حسین بٹالوی (جنہوں نے انگریزوں کو درخواست دے کر اپنے لیے وہابی کے بجائے اہلحدیث نام الاٹ کرایا تھا) لکھتے ہیں:

بجز شارع موسس قانون شریعت اور کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنیٰ کر دے اور جہاں اس حکم کی علت جس کا مدار حکم ہونا منصوص نہ ہو نہ پاوے وہاں سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اس کو شامل ہوا اٹھا دے۔

یہ منصب ہے تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر و نفع حال و مال کو پہچانتا ہے۔ اور اس کی تخصیص مستثنیٰ کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد اور محلوں سے نہیں اٹھ جاتا اور سوائے ان محلوں کے جن کو شارع نے مستثنیٰ کیا کسی اور محل کے مستثنیٰ



ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ و بناءً علیہ اس حکم کی عظمت و سیاست کا ازالہ نہیں ہوتا اور نہ غرض و مقصود حکم جس کے فوت ہونے کا دوسرے کے تصرف سے ڈرتھا یہاں فوت ہوتا ہے جس محل یا فرد کو شارع مقتن قانون شریعت نے مستثنیٰ کیا وہ مستثنیٰ رہے گا۔

اس کے سوائے اور محلوں اور فردوں میں حکم شارع اسی عظمت و سیاست و شان و شوکت سے قائم رہے گا۔

اسکی مثال:

آنحضرت ﷺ کا ٹخنے سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کرنا ہے۔ اور نور نبوت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر و تکبر سے خالی دیکھ کر ازار کے نیچے ہو جانے میں (جوان کی فریبی شکم کے سبب تھا) معذور رکھنا۔

بٹالوی صاحب دو مزید مثالیں لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

اگر یہ منصب سوائے شارع کے اوروں کو بجا دے اور ان کو تخصیص اور مستثنیٰ کرنے کا اختیار حاصل ہو تو احکام شریعت (بجز چند احکام جنکی علت معلوم نہیں) سب کے سب درہم برہم ہو جائیں۔



(اشاعت السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۲ ص ۳۲۸-۳۲۹)

۱۲۔ ایک دیوبندی عالم مولانا سرفراز صفدر گلکھڑوی جن کو اہل سنت سے انتہائی بغض ہے اور وہ اہلسنت کے خلاف لکھتے ہوئے غلط حوالہ جات بھی ان کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور غلط عقائد بھی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کی نفی پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ ان کے قلم سے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو ثابت فرمادیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں مولانا خلیل احمد سہارنپوری بذل المجہود (ص ۲-۳ جلد ۱) میں فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرعاً اس کا اختیار تھا کہ وہ امتیوں میں سے کسی کی ملک میں بغیر اجازت تصرف فرما سکتے تھے:

حَتَّىٰ جَا زَلَهُ اَنْ يَشْتَرِقَّ حُرًّا۔ یہاں تک کہ آزاد کو غلام بنانے کا اختیار بھی تھا۔ اگرچہ آپ نے ایسا نہیں کیا، اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں:

النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

(الایۃ دنی فتح الباری ص ۳۲۸ ج ۱)

بجوز له التصرف في مال امة دون غيره لانه اولى بالمؤمنين من انفسهم واموالهم  
(تفسير ابن اسنن ص ۶۷ ج ۱)



## قرآن حکیم اور نبی اکرم ﷺ کے تشریحی اختیارات

آیت: ۱ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ

(پ ۵ النساء ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اسکی اطاعت کی جائے۔

معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ جو حکم بھی صادر فرمائیں مومن پر اسکی تعمیل فرض ہے۔

آیت: ۲ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ

بَيْنَهُمْ

(پ ۵ النساء ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

معلوم ہوا جو شخص نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ مانے وہ بخدا مومن نہیں ہے۔

آیت: ۳ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔ (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۶)



ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ایک کا آکا فیصلہ فرمادیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کا آ میں کوئی اختیار ہو اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ بے شک کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے حکم اور فیصلہ کے بعد کسی مومن کو اس میں چوں و چرا کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت: ۴ وَمَا لَكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ج وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ج۔ (پ ۲۸ الحشر ۷)

ترجمہ: اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رُک جاؤ۔

معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے جس چیز کے کرنے کا حکم دیں اس کا کرنا ضروری اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز رہنا ضروری ہے۔

آیت: ۵ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی



میں عرض کی اے رب العمین ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَسَاكُتُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا  
يُؤْمِنُونَ ۚ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ  
مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ  
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ  
عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ  
وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ لَا أُولَٰئِكَ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ ۝

(پ ۹ الاعراف ۱۵۶-۱۵۷)

ترجمہ: تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان



کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتار دے گا تو جو ان پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اتر اوی ہی بائرا د ہوئے۔

اس آیت کریمہ سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ السلام ستھری چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں:

اس آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ نے نبی ﷺ

کو تشریحی اختیارات (LEGISLATIVE POWER)

عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف وہی

نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حلال یا

حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے، یا جس سے منع

کیا ہے وہ بھی اللہ کے دیے ہوئے ارشادات سے ہے اس لیے وہ بھی

قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔



آیت: ۶۰ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ  
وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

(پ ۱۰۔ التوبہ ۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام  
نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔  
اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے  
رسول ﷺ کو اشیاء کے حلال اور حرام کرنے کے اختیارات دیے ہیں۔





## احادیث مبارکہ اور رسول اکرم ﷺ کے تشریحی اختیارات

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ  
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(ابن ماجہ شریف ص ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ  
نے ارشاد فرمایا میں تم کو جس چیز کا حکم دوں وہ لے لو، اور جس چیز سے  
تم کو منع کروں اس سے رک جاؤ۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو دنیائے وہابیت کے سب سے بڑے محدث  
ناصر الدین البانی نے بھی صحیح کہا ہے۔

(صحیح سنن ابن ماجہ ص ۵)

یہ ارشاد گرامی آیت کریمہ وَمَا أَمَرْتُكُمْ الرَّسُولُ فَاخُذُوهُ ۖ وَمَا  
نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

پ ۲۸ الحشر ۷ ہی کا بیان ہے:

رسول اکرم ﷺ جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رکنا کیوں ضروری



ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدیث ۲۔ حضرت سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ۔

(سنن ابن ماجہ ص ۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹)

ترجمہ: بیشک جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے حرام فرمایا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام فرمایا ہو۔

اس حدیث کے متعلق بھی البانی صاحب لکھتے ہیں:

”صحیح“۔ (صحیح ابن ماجہ ص ۷)

حدیث ۳۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

(بخاری شریف ص ۸۳۰ ج ۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بستی کے گدھوں کا گوشت حرام فرمادیا۔

حدیث ۴۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَشْرَبُ مُسْكِرًا فَإِنِّي



حَرَّمَ كُلَّ مُسْكِرٍ۔

(نسائی شریف ص ۳۲۵ جلد ۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نشہ آور چیز مت پی اس لیے کہ میں نے ہر نشہ آور چیز حرام کر دی ہے۔

ناصر الدین البانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:  
'حسن الاسناد'

(صحیح سنن النسائی ص ۱۱۳۶ جلد ۳)

حدیث ۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ۔

(بخاری شریف ص ۲۹۸ ج ۱ مسلم شریف ج ۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ شریف میں فتح کے سال فرماتے سنا بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خمر، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔



مندرجہ بالا احادیث مبارکہ پر غور فرمائیے تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حلت و حرمت کے اختیارات دے کر مبعوث فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ ہی کا حرام قرار دینا ہے۔

حدیث ۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ لَأَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

(بخاری شریف ص ۱۲۲، مسلم شریف ص ۱۲۸، ترمذی شریف ص ۱۲، جلد ۱)

(ابوداؤد شریف ص ۷، نسائی شریف ص ۶، ابوعبیدہ ص ۱۹۱، جلد ۱)

(دارمی ص ۱۴۰، بیہقی شریف ص ۳۷، مسند احمد ص ۵۳۱، جلد ۲)

اس حدیث کو وہابیوں کے سب سے بڑے امام ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ ص ۱۱۴، صحیح سنن ابی داؤد شریف ص ۱۱، جلد ۱)

اللہ تعالیٰ نے تو ہر نماز کے لیے مسواک فرض نہیں فرمائی لیکن نعمی اکرم ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نائب ہیں، آپ ﷺ کو شرعی اختیارات



حاصل ہیں اسی لیے ارشاد فرمایا ”اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم کرتا“ اور ظاہر بات ہے کہ اگر آپ حکم فرمادیتے تو مسواک بھی فرض ہو جاتی۔

حدیث ۷۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ لَا أَنَّ أَشَقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَ  
بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔

اگر میں مؤمنین پر شاق نہ دیکھتا تو ان کو عشاء کے مؤخر کرنے کا بھی حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا بھی۔

(ابوداؤد شریف ص ۷ جلد ۱، باب السواک، مسند امام شافعی ص ۱۳)

(ابن ماجہ ص ۵۰، شرح النہ ص ۳۹۲ جلد ۱، نسائی شریف ص ۹۳-۹۲ جلد ۱)

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن ماجہ ص ۱۱۴ جلد ۱، صحیح سنن ابی داؤد ص ۱۱ جلد ۱)

حدیث ۸۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:



لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ  
وَلَا خَرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

ترجمہ: اگر میں اپنی اُمت پر شاق نہ دیکھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت  
مسواک کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔

(ترمذی شریف ص ۱۲ جلد ۱، باب ماجاء فی السواک شرح السنہ ص ۳۹۳ جلد ۱)

امام ترمذی نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرمایا:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ (ترمذی شریف ص ۱۳ جلد ۱)

ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح سنن ترمذی ص ۹ جلد ۱)

حدیث ۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول  
اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ لَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَخَرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى  
شَطْرِ اللَّيْلِ۔

اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں اسی نماز  
کو نصف رات تک مؤخر کر دیتا



(ابو داؤد شریف ص ۶۱ جلد ۱)  
 (نسائی شریف ص ۹۳ جلد ۱)  
 (ابن ماجہ شریف ص ۵۰ واللفظ للاول)

اس حدیث کو بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح سنن ابی داؤد ص ۸۵ جلد ۱، صحیح سنن نسائی ص ۱۱۸ جلد ۱)

(صحیح سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵ جلد ۱)

حدیث ۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے لیے بہت تاخیر سے تشریف لائے تو فرمایا:  
 لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ اَنْ يُصَلُّوا هَكَذَا۔

اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہو تو ان کو حکم کر دیتا کہ اس وقت نماز (عشاء) پڑھیں۔  
 (بخاری شریف ص ۸۱ جلد ۱، باب النوم قبل العشاء ابن غلب۔ مسلم شریف ص ۲۳۹ جلد ۱ واللفظ للبخاری۔)

مندرجہ بالا چار حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو نمازوں کے اوقات میں بھی رد و بدل کا اختیار حاصل تھا۔

حدیث ۱۱۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلَى مَسْئَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے



مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کی مدت) تین دن مقرر فرمائی اور اگر سائل اور زیادہ سوال کرتا تو آپ اس کی مدت پانچ دن فرما دیتے۔

(ابن ماجہ ص ۳۲ باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر)

اس حدیث کے متعلق بھی البانی صاحب لکھتے ہیں:

”صحیح“ (صحیح سنن ابن ماجہ ص ۹۰ جلد ۱)

ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

وَلَوْ اسْتَزَدْنَا لَزَادَنَا۔

اگر ہم نبی اکرم ﷺ سے اس مدت میں اضافہ طلب کرتے تو آپ اس میں ہمارے لیے اضافہ فرما دیتے۔

(ابوداؤد شریف ص ۲۱ جلد ۱)

البانی صاحب اس کے متعلق بھی لکھتے ہیں:

”صحیح“ (صحیح سنن ابی داؤد ص ۳۲ جلد ۱، باب التوقیت فی المسح۔)

ایک دیوبندی عالم خلیل احمد انبیٹھوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ لَوْ كُنَّا نَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الزِّيَادَةَ فِي وَقْتِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى الثَّلَاثِ لَرَخَّصَنَا بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثَّلَاثِ وَلَكِنَّا لَمْ نَسْأَلْهُ



الزِّيَادَةُ فَلَمْ يَزِدْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الثَّلَاثِ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کی مدت میں تین دن سے زیادتی مانگتے تو حضور ﷺ ہمیں تین دن سے زیادہ کی رخصت بھی عطا فرمادیتے لیکن نہ ہم نے تین دن سے زیادہ کا سوال کیا پس آپ ﷺ نے تین دن پر مدت میں اضافہ بھی نہیں فرمایا۔

(بذل المحمود ص ۹۵ جلد ۱)

ایک وہابی عالم شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:

قال البيهقي قال الشافعي معناه لو سألناه أكثر من ذلك لقال نعم۔  
امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (صحابہ کرام کے اس ارشاد کہ لَوِ اسْتَزِدْنَا لَزَادَنَا) کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے اس سے بھی زیادہ مانگتے تو آپ ﷺ ہاں فرمادیتے (عطا فرمادیتے)۔

(عون المعبود شرح ابی داؤد ص ۶۰ جلد ۱)

معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو

موزوں کے مسح کی مدت میں اضافہ کا اختیار حاصل تھا۔

حدیث ۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُضَالَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ



ﷺ فِيمَا عَلَّمَنِي وَحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هَذِهِ  
سَاعَاتٍ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ "فَمُرْنِي بِأَمْرِ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ  
عَنِّي فَقَالَ حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغْتِنَا فَقُلْتُ وَمَا  
الْعَصْرَانِ فَقَالَ صَلَاةٌ "قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ "قَبْلَ غُرُوبِهَا۔  
(ابوداؤد شریف ص ۶۱ جلد ۱)

ترجمہ: فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا مجھ کو، تو  
یہ بھی سکھایا کہ محافظت کر پانچ نمازوں پر، میں نے کہا ان وقتوں میں مجھے  
بہت کام ہوتے ہیں تو ایک ایسی بات بتلائیے جب میں اس کو کروں کافی  
ہو جائے آپ نے فرمایا محافظت کر عصرین پر، ہماری زبان میں عصرین  
مروّج نہ تھا۔ میں نے پوچھا عصرین کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "دو  
نمازیں" ایک قبل طلوع آفتاب کے، ایک قبل غروب آفتاب کے (یعنی  
فجر اور عصر کی نماز پر)

(سنن ابی داؤد شریف ترجمہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد ص ۱۹۰ جلد ۱)

اس حدیث کے متعلق البانی صاحب لکھتے ہیں:

"صحیح" (صحیح سنن ابی داؤد ص ۸۶ جلد ۱)



اس حدیث کی شرح میں ایک دیوبندی عالم خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ بِمُسْنَدِهِ نَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَوَتَيْنِ فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ فَظَاهَرُ هَذَا أَنَّهُ أَسْقَطَ عَنْهُ ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ فَكَانَ مِنْ خَصَائِصِهِ ﷺ أَنَّهُ يَخْصُ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْأَحْكَامِ وَيُسْقِطُ عَمَّنْ شَاءَ مَا شَاءَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ كَمَا بَيَّنَّتْهُ بِكِتَابِ الْخَصَائِصِ فَهَذَا مِنْهُ فَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ الْمُبْتَهَمَ بِأَحْمَدَ هُوَ فُضَالَةُ فَإِنَّهُ لَيْشِي وَنَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ لَيْشِي فَقَالَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ۔

امام احمد اپنی مسند میں فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی شعبۃ نے قتادہ سے، انہوں نے نصر بن عاصم سے، انہوں نے قبیلہ کے ایک آدمی سے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھا کرے گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس شرط کو قبول فرمالیا۔

اس حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے تین نمازیں معاف فرمادی تھیں۔



یہ بات نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہیں جو حکم ارشاد فرمادیں، اور جس سے چاہیں جو واجب چاہیں ساقط فرمادیں۔ جس طرح کہ میں نے اس مسئلہ کو کتاب الخصائص میں بیان کر دیا ہے پس یہ بھی اسی سے ہے۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جس مبہم مرد کی روایت بیان کی ہے وہ ’فضالہ‘ ہی ہیں اس لیے کہ وہ بھی لیشی ہیں اور نصر بن عاصم بھی لیشی ہیں۔ اسی لیے فرمایا عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ اپنے قبیلہ کے ایک مرد سے۔  
(بذل المجود فی حل ابی داؤد ص ۲۳۸ جلد ۱)

لطیفہ : وہابیوں کو علم حدیث پر مہارت کا بڑا دعویٰ ہے لیکن ان کی حدیث دانی ملاحظہ ہو:

حافظ عبد القادر روپڑی جو آجکل وہابیوں کے سب سے بڑے مناظر سمجھے جاتے ہیں کے چچا حافظ محمد عبد اللہ روپڑی جو کہ مجتہد العصر کہلاتے تھے سے کسی نے پوچھا:

سوال: ایک مولوی صاحب نے مسئلہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آکر کہا کہ میں صبح اور عشاء کی نماز ادا کروں گا



اگر منظور ہو تو اسلام لاتا ہوں، آپ نے اس کو دو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث کہاں ہے؟

(محمد طاہر ولد مولوی صدر دین سفیر مدرسہ غزنویہ)

جواب : یہ حدیث بالکل جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

(فتاویٰ الہدایت ص ۳۹۷ جلد ۱)

اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ۔

مذکورہ حدیث مسند احمد ص ۲۵ جلد ۵ پر موجود ہے۔

حدیث ۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَيُّهَا

النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا۔ فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلْتُ عَامًا يَارَسُولَ اللَّهِ

فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ ﷺ

نے اور فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔ ایک شخص نے

کہا کہ ہر سال یا رسول اللہ! آپ چپ ہو رہے۔ اس نے تین بار یہی



عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا

(مسلم شریف ص ۴۳۲ جلد ۱، ترجمہ مسلم شریف از وحید الزماں ص ۳۶۴ جلد ۳)

(مسند احمد ص ۵۰۸ جلد ۲، سنن کبریٰ سیفی ص ۳۲۶ جلد ۴، نسائی شریف ص ۱ جلد ۲)

(دارقطنی ص ۲۸۱ جلد ۲)

غور فرمائیے آج پوری دنیا میں سے کسی بھی عالم دین کے منہ سے اگر یہ مسئلہ بیان ہو جائے کہ مسلمان پر ہر سال حج کرنا فرض ہے۔۔۔ تو مسلمان پر ہر سال حج فرض نہیں ہو جائے گا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اس عالم نے غلطی کی ہے۔ علماء کا کام صرف مسئلہ بیان کرنا ہے علماء کے ہاتھ میں شریعت سازی کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن محبوب رب العالمین ﷺ کی عظمت تو دیکھیے فرماتے ہیں حج ہر سال تو فرض نہیں ہے لیکن اگر میں آج تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت بنا کر اپنے محبوب علیہ السلام کو اس میں رد و بدل کا اختیار دے دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا شریعت میں تصرف اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان سمجھا جائے گا۔



حدیث ۱۴ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ  
فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَدُ بَحٍ حَتَّى يَنْصَرِفَ  
فَقَامَ أَبُو بَرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَلْتَهُ  
قَالَ إِنْ عِنْدِي جَذْعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسْتَبِينَ إِذْ بَحَهَا قَالَ نَعَمْ وَلَا تَجْزِي  
عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے  
ایک دن (بقرعید) کے دن نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جو شخص ہماری سی نماز  
پڑھتا ہو۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو (یعنی مسلمان ہو) وہ اس وقت  
تک ذبح نہ کرے جب تک نماز پڑھ کر فارغ نہ ہو۔ یہ سن کر ابو بردہ بن  
نیار کھڑے ہوئے کہنے لگے مجھ سے ایسا ہو گیا ہے (نماز سے پہلے ذبح کر  
چکا ہوں) ابو برداء نے عرض کی میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو  
سال سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور ﷺ  
نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

(بخاری شریف ص ۸۳۴ جلد ۲، مسلم شریف ص ۱۵۴ جلد ۲)

(ترمذی شریف ص ۲۷۷ جلد ۱، نسائی شریف ص ۲۰۴ جلد ۲، ابوداؤد شریف ص ۳۱ جلد ۲)



اس حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس امتی کو چاہیں کسی حکم سے مستثنیٰ فرمادیں۔ اسی بات کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں بیان فرمایا ہے:

وَفِي الْحَدِيثِ مِنَ الْفَوَائِدِ غَيْرِ مَا تَقَدَّمَ أَنَّ الْمَرْجَعَ فِي الْأَحْكَامِ إِنَّمَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَدْ يَخْصُ بَعْضَ أُمَّتِهِ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهُ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ عُدْرَةٍ۔

اس حدیث میں گزشتہ فوائد کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں جس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے وہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ اپنے بعض امتیوں کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اسی حکم سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۶۰ جلد ۱۰ مطبوعہ لاہور)

حدیث ۱۵۔ کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

خُزَيْمَةُ الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً رَّجُلَيْنِ۔



خزیمہ انصاری وہ ہیں جنکی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کی گواہی قرار دیا تھا۔  
(بخاری شریف ص ۳۹۴ جلد ۱، ص ۷۰۵ جلد ۲)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ چاہیں تو ایک شخص کی گواہی کو دو کے مساوی قرار دے دیں۔

یہاں لگے ہاتھوں وہ نظریہ ایک بار پھر پڑھ لیجیے، جو حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اما، قسطلانی، امام زرقانی، امام نووی، امام عبد الوہاب شعرانی، امام علی القاری، امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ کا ہے اور جس کی تائید سرخیل و ہابیہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اور مشہور دیوبندی عالم خلیل احمد انیسٹھوی نے بھی کی ہے۔

”نبی اقدس ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جس شخص کے لیے جو چیز چاہیں خاص فرمادیں۔“  
حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ایک مستقل عنوان قائم فرمایا ہے۔

باب اختصاصہ ﷺ بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۶۲ جلد ۲)



نوٹ: حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ انعام ملنے کا پورا واقعہ ابوداؤد شریف ص ۱۵۲ جلد ۲ پر ملاحظہ ہو۔

حدیث ۱۶۔ آج دنیا کا کوئی عالم اپنے بیٹے کا رشتہ کسی سے طلب کرے، فریقِ ثانی رشتہ دینے سے انکار کر دے تو وہ اس انکار کے باعث نہ گنہگار ہو گا نہ ہی کافر۔ لیکن بنی مکرم نور مجسم ﷺ کی عظمت و شان ملاحظہ ہو: آپ ﷺ کے ایک منہ بولے بیٹے تھے جن کا نام تھا زید رضی اللہ عنہ۔ بنی مکرم ﷺ نے اپنے اس منہ بولے بیٹے کا رشتہ طلب فرمایا اس واقعہ کی تفصیل مودودی صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو:

”ابن عباس مجاہد، قتادہ، عکرمہ اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (پ ۲۲، الاحزاب ۳۶)“

اس وقت نازل ہوئی تھی جب بنی علیؓ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔



ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب نے کہا انا خیر منہ سبا۔ ”میں اس سے نسبت میں بہتر ہوں۔“

ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ لا ارضاء لنفسی وانا اتم قریش ”میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتی، میں قریش کی شریف

زادی ہوں۔“ اسی طرح کا اظہار نارضا مندی ان کے بھائی عبداللہ بن

جحش رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا۔ اس لیے کہ حضرت زید نبی ﷺ کے آزاد

کردہ غلام تھے، اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی

(امیمہ بنت عبدالمطلب) کی صاحبزادی تھیں۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت

ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی، اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ

حضور ﷺ کی اپنی پھوپھی زاد بہن ہے، اور اس کا پیغام آپ ﷺ اپنے

آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور

اسے سنتے ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے سب خاندان والوں

نے بلا تا مل سر اطاعت خم کر دیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ان کا نکاح

پڑھایا، خود حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا

کیا، چڑھائے کے کپڑے دیے اور کچھ سامان خوراک گھر کے خرچ کے لیے بھجوا دیا۔



یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے، مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے اس کی رو سے کسی مسلمان فرد قوم یا ادارے یا عدالت،

یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزادی رائے استعمال کرے۔ مسلمان ہونے کے معنی ہی خدا اور رسول ﷺ کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں۔ کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لیے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا، دونوں ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کر سکتا، جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً حکم خدا و رسول کے آگے جھک جانا ہوگا۔ اور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا پڑے گا کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے، خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔“

(تفہیم القرآن ص ۹۸ ج ۴)

معلو ہوا جو شخص نبی اکرم ﷺ کے اس اختیار کو تسلیم نہیں کرتا۔ سرکار ﷺ



کے اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ فقد ضل ضللاً مبیناً۔ کا مصداق بن جاتا ہے۔

حدیث ۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَةٍ فِي رَمَضَانَ قَالَ فَهَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَا يَبْتَئِهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ ثَنَائِيَاهُ قَالَ فَاطْعِمُهُ إِيَّاهُمْ۔ وَقَالَ مُسَدَّدٌ "فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنْيَا بِهِ۔"

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں تو ہلاک ہو گیا۔ فرمایا تجھے کیا ہوا؟ عرض کرنے لگا کہ میں رمضان المبارک (کے روزہ) میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس ایک رقبہ (غلام یا باندی) آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا



تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ  
 ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی سکت رکھتا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا بیٹھ جا،  
 پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک کھجوروں کا تھیلا پیش کیا گیا۔ پھر فرمایا  
 (روزہ توڑنے والے سے) ان کھجوروں کو لے جا کر صدقہ کر دے۔ اس  
 نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) پورے مدینہ طیبہ میں ہم سے زیادہ فقیر  
 کوئی نہیں ہے۔ اس کی یہ بات سن کر نبی اکرم ﷺ ہنسے کہ آپ ﷺ کے  
 دانت مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔

(ابوداؤد شریف ص ۳۲۵، جلد ۱، کتاب الصیام بخاری شریف ص ۲۵۹، جلد ۱) واللفظ الاول۔

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس روزہ توڑنے والے کے کفارہ کو ساقط  
 فرمادیا تھا۔

سوال: یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس شخص کا کفارہ ساقط ہو گیا تھا۔

جواب: ابوداؤد شریف میں اسی حدیث مبارکہ کے بعد ایک اور سند سے  
 بھی امام زہری کی حدیث موجود ہے جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

زَادَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ  
 الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ۔



زہری نے (اس میں) اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ اس شخص کے لیے  
خصوصی رخصت تھی پس اگر آج کوئی شخص اس طرح کرے گا تو اس پر کفارہ لازم  
ہوگا۔ (ابوداؤد شریف ص ۳۲۵ جلد ۱)

ناصر الدین البانی نے بھی امام زہری کے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔  
(صحیح سنن ابوداؤد ص ۴۵۴ جلد ۲)

سوال: البانی نے یہ بھی تو لکھا ہے وقول الزہری خلاف الاصل۔  
جواب نمبر ۱: البانی کا زہری کے قول کی تردید کرنا خود بدلائل ہے۔

نمبر ۲: امام ابوداؤد کا اپنی سند کے ساتھ زہری کے اس قول کو نقل کرنے کا  
یہی منشاء ہے کہ خود ابوداؤد کا اپنا نظریہ بھی یہی ہے۔

نمبر ۳: امام الحرمین بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔

(فتح الباری ص ۱۷۱ جلد ۲ بذل المجہود ص ۵۷۷ جلد ۴ وجز المسالك ص ۴۰ جلد ۳)

نمبر ۴: اس حدیث میں اچھی طرح غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے  
کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے یہ تینوں چیزیں (۱۔ اعتناق رقبہ  
۲۔ دو ماہ کے مسلسل روزے ۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا) ساقط فرما  
دی تھیں۔



اس لیے کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو رقبہ آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ تو اس کا مطلب یہی تھا کہ اس کا کفارہ ایک رقبہ کی آزادی ہے۔ جب اس نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ (علیہ السلام) تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس کا مطلب یہی تھا کہ اعتاق رقبہ ساقط اور دو ماہ کے مسلسل روزے لازم۔ جب اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ (علیہ السلام) تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس کا مطلب یہی تھا کہ رقبہ کی آزادی اور دو ماہ کے مسلسل روزے دونوں ساقط اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا لازم۔ جب اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس پورے علاقہ میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔

اب اگر اس پر کفارہ لازم رہتا تو سرکارِ دو عالم ﷺ فرما دیتے کہ بھی ان تین میں سے ایک چیز تجھ پر بہر حال لازم ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ اپنی طرف سے کھجوریں دیکر ارشاد فرمایا جا جا کر اپنے اہل کو کھلا دے اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ پہلی تینوں چیزیں ساقط



نمبر ۵: امام ابو داؤد نے زہری کا قول نقل کرنے کے بعد ایک اور سند سے ایک اور حدیث مرفوع بیان فرمائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا  
 كُلُّهُ أَنْتَ وَأَهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ان کھجوروں کو تو اور  
 تیرے گھر والے کھائیں۔ اور تو ایک روزہ رکھ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت  
 طلب کر۔ (ابو داؤد شریف ص ۴۵۵، جلد ۲)

اس حدیث کو بھی البانی نے صحیح قرار دیا ہے

(صحیح ابو داؤد ص ۳۲۵ جلد ۱)

اگر اس شخص پر کفارہ بھی لازم رہتا تو سر کا حکم ﷺ فرما دیتے کہ بھی جب  
 فرصت ملے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ لینا لیکن سر کا ردو عالم ﷺ نے  
 یہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا ایک روزہ رکھ لینا۔ یعنی قضا لازم ہے، کفارہ  
 لازم نہیں۔

نمبر ۶۔ موطا امام مالک میں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک  
 مرسل حدیث موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا كُلُّهُ وَصُمْ يَوْمًا  
 مَكَانَ مَا أَصَبْتَ جَانِ كُحُورٍ كَوَكَّاهُ اور جو روزہ تُو نے توڑا ہے اسکی جگہ  
 ایک روزہ رکھ لینا۔



(موطا امام مالک ص ۲۳۸)

نمبر ۷: دارقطنی میں اسی کی تائید میں ایک ضعیف حدیث موجود ہے جو بطور شاہد پیش کی جا رہی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سائل کو کھجوریں دینے کے بعد ارشاد فرمایا فَا نَطْلُقُ فَكُلُّهُ اَنْتَ وَ عِيَا لُكَ فَقَدْ كَفَرَ اللّٰهُ عَنْكَ۔

تو جان کھجوروں کو تو بھی کھا اور تیرے بال بچے بھی کھائیں بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرا کفارہ ادا کر دیا ہے۔

(دارقطنی ص ۲۰۸، جلد ۲)

حدیث ۱۸ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يُبَايِعُكَ عَلَى اَنْ لَا يُشْرِكَنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلٰی وَلَا يَعْبُدُكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ۔ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِلَّا آلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ كَانُوا اَسْعَدُوْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا آلَ فُلَانٍ۔

اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یُبَايِعُكَ



(ہم نے بیعت کی تو ہم نے جن جن چیزوں سے باز رہنے کی بیعت کی)  
 ان میں نوحہ بھی تھا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی نوحہ نہیں  
 کرونگی مگر فلاں شخص کے قبیلہ میں اس لیے کہ وہ میرے نوحہ میں شریک  
 ہوا کرتی تھیں۔ تو مجھے بھی ان میں شریک ہونا ضروری ہے تو رسول اللہ  
 ﷺ نے فرمایا اس شخص کے قبیلہ کے علاوہ نوحہ کرنا حرام ہے۔

(مسلم شریف ص ۳۰۴ جلد ۱، مسلم شریف مطبوعہ بیروت ص ۲۳۸ جلد ۶)

اسی حدیث کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں:

هَذَا امْحَمُولٌ عَلَى التَّرْخِصِ لَامٍ عَطِيَّتُهُ فِي آلِ فُلَانٍ نَحَاصَةً  
 كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ وَلَا تَحِلُّ النِّيَاحَةُ لِغَيْرِهَا وَلَا لَهَا فِي غَيْرِ آلِ فُلَانٍ  
 كَمَا هُوَ صَرِيحٌ فِي الْحَدِيثِ وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخْصَّ مِنَ الْعُمُومِ مَا شَاءَ  
 يَهْدِي حَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةٍ كَيْفَ خَاصَّ طَوْرًا عَلَى آلِ فُلَانٍ عَلَى نَوْحَةٍ كَيْفَ رَخَصَتْ عَلَى مَحْمُولٍ  
 هِيَ جَيْسًا كَمَا ظَاهِرٌ هِيَ أُمُّ عَطِيَّةٍ كَيْفَ عِلَاوَهُ كَيْفَ أَوْرَكَ لِيَهْدِي نَوْحَةً حَلَالًا نَهَيْتُ وَأَوْرَكَ  
 نَهْيَ أُمِّ عَطِيَّةٍ كَيْفَ لِيَهْدِي أَيْضًا قَبِيلَهُ كَيْفَ عِلَاوَهُ كَيْفَ أَوْرَكَ لِيَهْدِي نَوْحَةً  
 حَلَالًا هِيَ - جَيْسًا كَمَا حَدِيثٌ فِي تَصَرُّعٍ هِيَ - وَأَوْرَكَ شَارِعًا كَوَاسْتِخَارَةٍ حَاصِلٍ  
 هِيَ كَمَا عُمُومَاتٍ فِي سَبْعٍ شَيْءٍ كَوَاسْتِخَارَةٍ حَاصِلٍ



(نوی علی المسلم ص ۳۰۴ جلد ۱)

ہم نے ذخیرہ احادیث میں سے صرف ۱۸ حدیثیں بیان کی ہیں جن سے  
روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے  
نام شریعت کا اسٹام لکھ دیا ہے جسے چاہیں جس حکم سے خاص فرمادیں۔  
اگر تفصیل درکار ہو تو سیدی اعلیٰ حضرت مجتہد دین و ملت مولینا شاہ احمد  
رضا خاں قدس سرہ کی کتاب الامن والعلیٰ کا مطالعہ کریں۔





تنظیم المدارس اہل سنت کستان سے ملحقہ ادارہ

قرآن فہمی اور عقائد اہل سنت کے تحفظ کا  
پاکستان میں سب سے معیاری ادارہ

# جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد

## خصوصیات

- ☆ شریعت مطہرہ کی پابندی
- ☆ مڈل پاس طلباء کو درس نظامی کے ساتھ ساتھ
- ☆ میٹرک اور تنظیم المدارس کے امتحانات کی تیاری
- ☆ حفظ مع التجویہ
- ☆ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت
- ☆ رہائش و خوراک بذمہ ادارہ

## جامعہ کا اعزاز

بورڈ اور تنظیم المدارس کے سابقہ نتائج  
انتہائی شاندار

بورڈ اور یونیورسٹی  
کے امتحان بھی دلوائے جاتے ہیں

## شرائط داخلہ

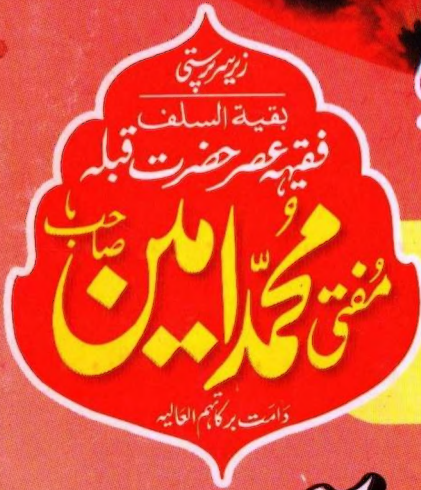
کم از کم پرائمری پاس ہو      ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہو      حفاظ کرام کو ترجیح دی جائیگی

نوٹ! زکوٰۃ صدقات عطیات کی ترسیل کیلئے اکاؤنٹ نمبر 8592  
حبیب بینک لمیٹڈ گلبرگ کالونی فیصل آباد

منجانب: جامعہ امینیہ رضویہ      شیخ کالونی فیصل آباد  
041-2658646



# تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان سے ملحقہ ادارہ



قرآن فہمی اور عقائد اہل سنت کے تحفظ کا  
پاکستان میں سب سے معیاری ادارہ

## جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد

### خصوصیات

- ☆ شریعت مطہرہ کی پابندی
- ☆ مڈل پاس طلباء کو درس نظامی کے ساتھ ساتھ
- ☆ میٹرک اور تنظیم المدارس کے امتحانات کی تیاری
- ☆ حفظ مع التجوید
- ☆ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت
- ☆ رہائش و خوراک ہدمہ ادارہ

### جامعہ کا اعزاز

بورڈ اور تنظیم المدارس کے سابقہ نتائج  
انتہائی شاندار

بورڈ اور یونیورسٹی  
کے امتحان بھی دلوائے جاتے ہیں

شرائط داخلہ

کم از کم پرائمری پاس ہو      ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہو      حفاظ کرام کو ترجیح دی جائیگی

نوٹ! زکوٰۃ صدقات عطیات کی ترسیل کیلئے اکاؤنٹ نمبر 8592  
حبیب بینک لمیٹڈ گلبرگ کالونی فیصل آباد

منجانب: جامعہ امینیہ رضویہ      شیخ کالونی فیصل آباد  
041-2658646